Fikr-o-Nasar (Islamabad) 32:4 (1995)

تعارف کتب

نام کتاب : شرح احوال و نقد و تحلیل آثار احمد جام (فارسی)

مولف : دکتر علی فاضل

ناشر : توس، تہران، ۱۹۹۴ء، ۵۵۵ صفحہ

قیمت : ۱۵۰۰۰ ایرانی ریال

تبصرہ نگار : عارف نوشاہی ☆

راقم السطور مارچ ۱۹۹۱ء میں ایران کے صوبے خراسان میں واقع قصبہ جام گیا تو قصبے میں داخل ہوتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے پاکستان کے صوبہ سرحد میں آ گیا ہوں۔ اس احساس کی دو وجوہات تھیں۔ وہاں کے مرد پٹھانوں کی طرح لمبی قمیض، ڈھیلی شلوار اور پگڑی پہنے ہوئے تھے اور مساجد میں نماز حنفی مذہب کے مطابق ادا کر رہے تھے۔ یہ قصبہ خراسان کے صدر مقام مشہد سے مشرق کی طرف افغان ایران سرحد کے قریب واقع ہے۔ چونکہ وہاں شیخ الاسلام ابو نصر احمد جام ژندہ پیل (۴۴۰ ـ ۵۳۶ھ) کی تربت واقع ہے اس لیے اس قصبے کو تربت جام بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں کی سترفی صد آبادی حنفی المذہب ہے اور یہاں کے دینی مدرسہ "حوزہ علمیہ احمدیہ" کا نصاب علمائے اہل سنت و جماعت کی تصانیف پر مشتمل ہے۔ یہاں کے طلبا اعلیٰ دینی تعلیم مکمل کرنے کے لیے پاکستان کے دینی مدارس کا رخ کرتے ہیں۔ مجھے جام میں دو ایسے طالب علموں سے اردو میں گفتگو کا موقع ملا جو کراچی کے ایک دینی مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے۔

راقم السطور جام اس تعلق کے نقوش کے سراغ میں گیا تھا جو شیخ احمد جام کی تربت کو برصغیر پاک و ہند سے ہے۔ میں نے مولانا محمد حسین آزاد کے سفرنامہ ایران میں پڑھا تھا کہ شیخ کی قبر پر سندھ کے معروف مورخ میر معصوم نامی بھکری کے ہاتھ کا لکھا ہوا سنگی کتبہ لگا ہوا ہے۔

☆ ماڈل ٹاؤن، ہمک ـ اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　　http://iri.iiu.edu.pk/

مجھے یہ کتبہ دیکھنے کا اشتیاق تھا۔ یہ کتبہ شیخ کی تربت کی چار دیواری کی غربی دیوار پر شیخ کے سر کے مقابل نصب ہے۔ یہ خوبصورت نستعلیق میں ہے۔ چار مصرعے مسلسل لکھے گئے ہیں اور کاتب کے دستخط چوتھے مصرعے کے نیچے عمودی صورت میں ہیں۔ قطعہ یہ ہے:

مرشد نامی شیخ گرامی
احمد جامی عمم برہ
سال وفاتش گر تو بجویی
احمد جامی قدس سرہ

۵۳۶

حررہ محمد معصوم
بکری نامی

۱۰۱۲

شیخ کی تربت سے برصغیر کو ایک اور نسبت بھی ہے۔ ہمایوں بادشاہ نے شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر جب ایران میں پناہ حاصل کی تھی تو شیخ کے مزار پر بھی گیا اور پتھر پر اپنی یہ رباعی لکھ کر پتھر وہاں رکھ دیا:

"ای ہمت تو عذر پذیر ہمہ کس
ظاہر بہ جناب تو ضمیر ہمہ کس
درگاہ و در تو قبلہ گاہ ہمہ خلق
لطفت بہ کرشمہ دستگیر ہمہ کس

سرگشتہ بادیہ بی سرانجامی محمد ہمایوں، شنبہ ۱۴ شوال ۹۵۱ھ"۔ یہ پتھر اب بھی وہاں محفوظ ہے (بحوالہ زیر تبصرہ کتاب، صفحہ ۳۱۴۔ ۳۱۹)۔ ہمایوں کی بیوی حمیدہ بانو شیخ احمد جام کی اولاد سے تھی۔

شیخ احمد جام کے حالات و مقامات پر ۱۳۳۶ھ میں لاہور کے مطبع کاشی رام سے ابو المکارم بن علاء الملک جامی کی تصنیف خلاصۃ المقامات شائع ہوئی جو نویں صدی ہجری کی تصنیف ہے۔ ۱۹۶۶ء میں تہران سے درویش علی بوزجانی کی کتاب روضۃ الریاحین چھپی، یہ دسویں صدی ہجری میں لکھی گئی۔ مگر زیر تبصرہ کتاب اپنے موضوع پر لکھی اور شائع ہونے والی اب تک مفصل

کتاب ہے جس میں تاریخی اور جغرافیائی معلومات کو مصنف اپنے عہد (۱۴۰۳ء) تک لے آیا ہے۔ کتاب کے مندرجات حسب ذیل ہیں: شیخ کا نام و نسب، جام کی جغرافیائی تاریخ، جام میں آسودہ خاک دیگر مشاہیر علم و عرفان، احمد جام کے ابتدائی حالات، شیخ کے سفر، شیخ کا مذہب، شیخ کے فرقہ کی تصنیف، شیخ کے اخلاف اور خاندان کی نو سو سالہ تاریخ، شیخ کے مقامات، شیخ کے معاصرین، آرام گاہ، تصانیف اور اشعار۔ مصنف نے شیخ کی ہر تصنیف کا بہ تمام و کمال تنقیدی جائزہ لیا ہے اور ان کے دستیاب قلمی نسخوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ کتاب میں شیخ کے مزار اور مسجد اور جام سے متعلق متعدد تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں۔

آخر میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کتاب کے مصنف نے یہ تحقیق مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر لکھی ہے اور حقائق و واقعات کو تحقیق و تنقید کی علمی روایت کے مطابق پیش کیا ہے۔ وہ اس سے پہلے بھی شیخ احمد جام کی تصانیف انس التائبین، روضۃ المذنبین و جنۃ المشتاقین اور مفتاح النجات اسی تحقیقی روائت کے مطابق پیش کر چکے ہیں اور انس التائبین پر ان کی تحقیق کو حال ہی میں ایرانی حکومت نے سال کی بہترین تحقیق قرار دیا ہے۔